مترجم: حافظ محمد مصطفیٰ راسخ☆

شاتمِ رسول ﷺ

[قرآن وسنت اور اِجماع اُمت کے آئینے میں]

انسانیت اپنی قدریں کھو چکی تھی، ہر طرف ظلم وستم کا دور دورہ تھا، طاقتور کمزور کو کھائے چلا جارہا تھا، بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا، اپنی اَنانیت کی تسکین کے لئے ہر جرم جائز تھا، بات بات پر جنگیں چھڑ جاتی تھیں جن میں عزتیں لوٹ لی جاتیں اور عصمتیں پامال کردی جاتی تھیں، اس دورِ جاہلیت میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی عظمت کو بحال کرنے اور لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے کے لئے آخرالزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر رشد وہدایت کی روشنی عطا کی، تمام نسلی، خاندانی، لسانی اور وطنی امتیازات کے بتوں کو پاش پاش کردیا اور ایک دوسرے کی جانوں کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان پیغام کے ذریعہ بھائی بھائی بنادیا اور اخوت و بھائی چارے پر مبنی ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے دیا کہ رہتی دنیا تک انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر اِحسان عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کا مقام بلند اور عظیم الشان ہے جس کو ہماری عقلیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی کریم کا مقام ومرتبہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا مقام انتہائی بلند اور عظیم الشان ہے آپ ﷺ کی عظمت شان پر دلالت کرنے والے متعدد اُمور میں سے چند پیش خدمت ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہوسکے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کی کیا قدر ومنزلت اور کیا مقام ومرتبہ ہے۔

- موت کے بعد قبر میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اس سوال کے جواب پر آدمی کی سزا وجزا مرتب ہوگی اور نجات وعذاب اس پر منحصر ہوگا۔
- کوئی شخص اس وقت تک اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت 'لا الہ الا اللہ' کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی رسالت 'محمد رسول اللہ' کی بھی گواہی نہ دے دے۔ اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے اور یہ امر آپ ﷺ کی عظمت وشان اور مقام ومرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔
- کوئی بھی عمل اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے جب تک وہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہو۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

☆فاضل كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ [الكهف:١١٠]
''پس جوکوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔'' اور عمل صالح وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔
فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و مغفرت آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔
[تفسير البغوي:١/١٧٥،وتفسير السعدي:ص٤٣٨]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾
''اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔'' [آل عمران:٣١]

- اس وقت تک نماز ہرگز قبول نہیں کی جاتی جب تک نبی کریم ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
إذا صلى على محمد ولم يصل على آل البيت لن تقبل منه
''جس آدمی نے آپ ﷺ پر درود پڑھا اور آل بیت پر نہ پڑھا تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''
اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

أهل بيت رسول الله حبكم فرض من الله فى القرآن انزله
يكفيكم من عظيم الفخر أنكم من لم يصل عليكم لا صلاة له

''رسول اللہ ﷺ کے گھر والے تمہارے محبوب ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جو اس نے قرآن مجید میں نازل کیا ہے، تمہارے لئے یہی فخر عظیم ہے کہ، جو شخص تمہارے اوپر درود نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں۔''
[الصواعق المحرقة لابن حجر الهيثمي:٢/٤٣٥]

- آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عظمیٰ عطا کی ہے جو آپ ﷺ قیامت کے دن ساری مخلوقات کے لئے کریں گے، جبکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اس سے معذرت کر چکے ہوں گے۔ یہ شفاعت آپ ﷺ کی اپنی اُمت کے ساتھ شفقت اور محبت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ ہر نبی نے اپنی اپنی دعائے مستجاب دنیا میں ہی مانگ لی، جبکہ آپ ﷺ نے اپنی دعائے مستجاب کو روزِ قیامت اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے منتخب کر لیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«لكل نبى دعوة مستجابة يدعو بها وأريد أن أختبئ دعوتى شفاعة لأمتى يوم القيامة»
''ہر نبی کے لئے ایک دعائے مستجاب ہے، جس کے ساتھ وہ دعا کرتا ہے اور میں نے اپنی دعائے مستجاب کو قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے چن لیا ہے۔'' [صحيح البخاري:٥٩٤٥،صحيح مسلم:١٩٨،١٩٩]
ہم کیسے آپ ﷺ کے حقوق اَدا کر سکتے ہیں؟ اور کیسے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں؟

- آپ ﷺ کی عظمت و شان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ، وأول من ينشق عنه القبر وأول شافع وأول مشفع»
''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔'' [رقم الحديث:۲۲۷۸]

- آپ ﷺ کی عظمت وشان پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر وہ اپنی بعثت اور زمانے میں ان (یعنی محمد ﷺ) کو پالیں تو ضرور ان پر ایمان لائیں اور ان کی نصرت وتائید کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي، قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ [آل عمران:۸۱]

''یاد کرو، اللہ نے پیغمبروں سے وعدہ لیا تھا کہ آج میں نے تمہیں کتاب اور حکمت ودانش سے نوازا ہے کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا! کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: اچھا تو تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

- اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر بھی آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر، ادب ومحبت اور نصرت ومدد کو واجب قرار دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾

''اے نبی ﷺ، ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کا (یعنی رسول کا) ساتھ دو اس کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔'' [الفتح:۸،۹]

نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور نصرت ومدد کرنا ہمارے واجبات دینیہ میں سے ہے یہ ایک عبادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ [السيف المسلول للسبكي:ص۱۱۲]

شاتم رسول کا حکم

شاتم رسول کا حکم ذکر کرنے سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک اہم سوال کا جواب دے دوں جو بعض اذہان میں پیدا ہوتا ہے۔

سوال: جب نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عظمت وشان اور بلند مقام عطا کیا ہے۔ جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگوں میں سے بعض ملعون اور بدبخت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات مبارک پر جسارت کرتے ہیں؟ کیا ان راجپال کے جانشینوں کے حصے میں یہی گستاخی اور توہین ہی آئی ہے۔؟

جواب: ہاں! گستاخان رسالت کی جانب سے یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور مستقبل میں بھی ناپاک

جسارتیں کرنے کا عمل جاری رہے گا، کیونکہ دشمنانِ اسلام توہین رسالت کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں تا کہ حق و باطل کو خلط ملط کر دیا جائے، عامۃ الناس مسلمانوں کے اذہان میں اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں، اسلام کی طرف راغب اور اسلام میں دلچسپی لینے والے غیر مسلموں کی راہ میں رکاوٹ ڈالی جاسکے اور اسلام کی عالمگیر و عظیم الشان شہرت کو مجروح کیا جاسکے۔

اس عمل کے سبب اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمانا چاہتا ہے تا کہ خبیث طیب سے ممتاز ہو جائے اور اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون ہے جو غیب میں اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ [الحدید:۲۵]

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لئے منافع ہیں۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ بڑی قدرت والا اور زبردست ہے۔''

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن پیدا کر دیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا﴾ [الفرقان:۳۱]

''اے نبی ﷺ! ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے اور تمہارے لئے تمہارا رب ہی راہنمائی اور مدد کو کافی ہے۔''

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام مخلوق میں سے بہترین اور منتخب ہوتے ہیں لہٰذا ان کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے تا کہ ان کے درجات بلند ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [الأنعام:۱۰]

''اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے، مگر ان مذاق اڑانے والوں پر آخر کار وہی حقیقت مسلط ہو کر رہی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ [یٰسین:۳۰]

''افسوس بندوں کے حال پر، جو رسول بھی ان کے پاس آیا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔''

شانِ رسالت ﷺ میں یہ گستاخیاں درحقیقت انبیاء کرام کی آزمائش ہے، لیکن یہ ان کے مقام و مرتبہ اور عظمت و شان میں کچھ کمی نہیں کر سکتیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ استہزاء کرنے والوں کو خود ہی کافی ہو جائے گا۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ [الحجر:۹۵]

''تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ [الکوثر:۳] ''تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔''

طبرانی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے انہوں نے

آپ ﷺ کی گدی میں کچوکے لگانا شروع کردیئے اور کہنے لگے: "هذا الذي يزعم أنه نبي ومعه جبريل"
''یہ وہی ہے جو اپنے آپ کو نبی گمان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں۔''
ان لوگوں کی اس گستاخی پر جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے ساتھ کچوکہ مارا اور ان کے جسموں پر ناخن گاڑ دیا جس سے بدبودار اور متعفن زخم بن گئے، ان زخموں کی بدبو اور تعفن کی وجہ سے کوئی شخص بھی ان کے قریب نہ جاتا تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کردی: ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ [الحجر:٩٥] [رقم الحديث:٧٣٣١]

علامہ سعدی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ ان لوگوں کو کافی ہوجائیں گے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ تیرا مذاق اڑانے والوں اور استہزاء کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ [الحجر:٩٦]
''جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں، عنقریب انہیں معلوم ہوجائے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر طریقے سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی، اذیت کو دور کیا اور دشمنوں کی طرف سے ہونے والی گستاخیوں کا دفاع کیا حتیٰ کہ لفظی گستاخیوں کا بھی دفاع کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''کیا تمہیں اس امر پر تعجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے طریقے سے، قریش کے لعن وطعن اور سب وشتم کو مجھ سے دور کردیا ہے؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں، مذمم کو لعن وطعن کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔'' [صحيح البخاري:٣٥٣٣]
اللہ تعالیٰ نے قریش کی لفظی گستاخیوں کو آپ ﷺ کے اسم مبارک سے مذمم کی طرف پھیر دیا۔

شناعت اہانت رسول

نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں سب وشتم اور گستاخی کرنا، ناقض اسلام اور ارتداد کا سبب ہے بلکہ یہ مجرد کفر سے بھی بڑا جرم کفر مزید ہے، اس جرم کے کفر مزید ہونے کے متعدد اسباب ہیں، کیونکہ کفار کی دو قسمیں ہیں:

① معرضون: اسلام سے منہ موڑنے والے۔

② معارضون: اسلام کے خلاف لڑائی کرنے والے۔

معارضون ضلالت وگمراہی اور اپنے کفر میں معرضون کی نسبت زیادہ سخت ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا شخص معارضین میں شامل ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ، قرآن مجید یا نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑانا ایمان کے منافی اور دین سے خارج کردینے والا عمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ، کتب سماویہ اور انبیاء کرام پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم کرنا دین کی اساس ہے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا مذاق اڑانا کفر مجرد سے بڑا کفر ہے، کیونکہ اس میں کفر کے ساتھ ساتھ تحقیر وتنقیص بھی ہے، کیونکہ کفار کی دو قسمیں ہیں۔ ① معرضون ② معارضون۔ معارض کافر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کرنے والا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ، دین اسلام اور نبی کریم ﷺ پر تنقید کرتا ہے اور کفر مزید کا مرتکب ہوتا ہے۔

[المجموعة الكاملة لمؤلفات الشيخ السعدي:٦٦/٣]

تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام مخالف کفریہ کام کر لینے کے بعد توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے، لیکن شاتم رسول کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ شاتم رسول کا جرم مجرد کفر سے بڑا ہے، کیونکہ شان رسالت ﷺ میں سب وشتم کرنے سے اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور مومنوں کو روحانی اَذیت پہنچتی ہے جو مجرد کفر اور لڑائی میں نہیں ہوتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کی شانِ اقدس میں سب وشتم درحقیقت کفر کی جمیع انواع کی جڑ اور تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے، کفر کی ہر قسم اس سے پھوٹتی ہے۔ [الصارم المسلول:ص۲۵۷]

مزید فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر معافی عام کا اعلان کر دیا، لیکن چند لوگوں کو اس معافی عام سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ اور یہ بات واضح ہے کہ جن لوگوں کو معافی عام سے مستثنیٰ کیا گیا تھا وہ درحقیقت گستاخان رسالت تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی ذات اَقدس میں جسارت کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اَقدس میں گستاخی کرنا مجرد کفر سے بڑا جرم ہے۔[الصارم المسلول:ص۲۹۸]

شاتم رسول کے کفر اور قتل پر قرآن وسنت اور اجماع اُمت سے دلائل

قرآن مجید:

شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے والوں کے عبرتناک انجام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اَذیت دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔'' [الأحزاب:۵۷]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [التوبة:٦١]

''ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو اپنی باتوں سے نبی کو دکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کانوں کا کچا ہے، کہو! وہ تمہاری بھلائی کے لئے ایسا ہے اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اہل ایمان پر اعتماد کرتا ہے اور سراسر رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو تم میں سے ایماندار ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

مزید فرمایا: ﴿مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا﴾ [الأحزاب:٦١] ''ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوگی جہاں ہیں پائے جائیں گے، پکڑے جائیں گے اور بری طرح مارے جائیں گے۔''

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ آیات کریمہ شاتم رسول کے کفر اور بطورِ سزا اس کو قتل کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔[صحيح مسلم:۲۵۷۷] نیز ان آیات کریمہ میں نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان کا بھی تذکرہ ہے، کیونکہ

آپ کی شان اقدس میں معمولی سی گستاخی بھی کفر ہے۔ کیونکہ عذاب أليم اور عذاب مهين کفار کے ساتھ خاص ہے۔[السيف المسلول للسبكي: ص۱۳۳]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ. وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ. لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾

''یہ منافق ڈر رہے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہوجائے جو ان کے دلوں کے بھید کھول کر رکھ دے۔ اے نبی! ان سے کہو: اور مذاق اڑاؤ۔ اللہ اس چیز کو کھول دینے والا ہے جس کے کھل جانے سے تم ڈرتے ہو۔ اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کررہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کررہے تھے۔ ان سے کہو، کیا تمہاری ہنسی اور دل لگی اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی؟ اب عذر نہ تراشو۔ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔ اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو تو ہم ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے۔'' [التوبة: ۶۴،۶۶]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ آیت مبارکہ اس امر پر نص صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑانا کفر ہے، جب مذاق اڑانا کفر ہے تو سب وشتم بالاولی کفر ہے اور سنجیدہ یا مزاح میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ [الصارم المسلول: ص۳۷،۳۸]

اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ تفسیر اس آیت کا سبب نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

غزوہ تبوک میں منافقین میں سے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ اور قراء کرام صحابہ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا: میں نے ان سے زیادہ بڑے پیٹ والے، جھوٹی زبان والے اور جنگ میں بزدلی دکھانے والے لوگ نہیں دیکھے۔ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو کہا: تو جھوٹا اور منافق آدمی ہے۔ میں ضرور نبی کریم ﷺ کو اس گستاخی کی خبر کروں گا۔ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو خبر دینے کے لئے گئے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو قرآن مجید کے ذریعے پہلے ہی اس گستاخی کا علم ہوچکا ہے۔ وہ آدمی اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہم تو محض کھیل کود میں ہنسی مذاق اور دل لگی کررہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ گویا کہ میں اس کو آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھ رہا ہوں اور پتھر اس کے پاؤں کو زخمی کررہے تھے وہ بار بار یہی کہتا تھا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم تو محض کھیل کود میں ہنسی مذاق اور دل لگی کررہے تھے۔ نبی کریم ﷺ ہر بار اس کو یہی کہتے: «أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ» نہ اس کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور نہ ہی اس سے زائد کچھ کہتے تھے۔

معمر قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اور منافقین کا ایک قافلہ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ منافقین نے کہا: «أيظن هذا أن يفتح قصور الروم و حصونها؟» ''کیا یہ (محمد ﷺ) گمان رکھتا ہے کہ وہ روم کے محلات اور قلعے فتح کرلے گا؟ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو اس بات کی خبر

دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس ٹولے کو میرے پاس لاؤ! ان کو لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا! کیا تم نے ایسے ایسے کہا ہے؟ انہوں نے قسمیں کھا کر کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم تو محض کھیل کود میں ہنسی مذاق اور دل لگی کررہے تھے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے جب ہنسی مذاق اور کھیل کود میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی تنقیص کی اور ان پر عیب لگایا تو اللہ نے ان پر واضح کردیا کہ تم نے اس کلام قبیح کا ارتکاب کرکے کفر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر شان رسالت میں گستاخی کرنا کفر سے بھی بڑا جرم ہے۔'' [الصارم المسلول:ص۳۸،۳۹]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [النور:۴۷،۵۱]

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور ہم نے اطاعت قبول کی، مگر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ (اطاعت سے) منہ موڑ جاتا ہے ایسے لوگ، ہرگز مومن نہیں ہیں۔ جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور رسول کی طرف، تاکہ رسول ان کے آپس کے مقدمات کا فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق کترا جاتا ہے۔ البتہ اگر حق ان کی موافقت میں ہو تو رسول کے پاس بڑے اطاعت گزار بن کر آجاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں کو (منافقت کا) روگ لگا ہوا ہے؟ یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا ان کو یہ خوف ہے کہ اللہ اور رسول ان پر ظلم کرے گا؟ اصل بات یہ ہے کہ ظالم تو یہ لوگ خود ہیں۔ مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ ان کے مقدمات کا فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان آیات مبارکہ کے سیاق میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارک میں واضح کردیا ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور اطاعت سے روگردانی کی اور منہ موڑا، وہ منافقین میں سے ہے۔ مومن نہیں ہے، کیونکہ مومن کا یہ شیوہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات پر سمعنا و أطعنا کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواہش نفس سے مغلوب ہوکر حکم رسول سے مجرد اعراض کرنے اور غیر سے فیصلے کروانے سے اگر آدمی منافق ہوجاتا ہے تو شان رسالت ﷺ میں گستاخی اور جسارت کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا۔ [الصارم المسلول:ص۴۳]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [الحجرات:۲]

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی نبی کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے اور آپس میں گفتگو کرنے کے انداز کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ اختیار کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات اعمال ضائع بھی ہوسکتے ہیں اور صاحب اعمال کو شعور بھی نہ ہو۔

اور اعمال کا ضیاع ارتکاب کفر کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص حالت ایمان میں مرجائے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اگر اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں چلا بھی گیا تو بالآخر جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا۔ اگر کسی شخص کے سارے اعمال ضائع ہوجائیں تو وہ کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا اور اعمال اپنے منافی امور سے ضائع ہوتے ہیں اور سوائے کفر کے مطلقاً اعمال کے منافی شئ کوئی نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی انتہائی عزت وتوقیر اور تعظیم وتکریم کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اگر نہ چاہتے ہوئے بھی آواز بلند ہوجانے سے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں تو عمداً شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنا بالاولی کفر بواح ہے۔[الصارم المسلول:ص۵۹،۶۰] نیز یہ آیات مبارکہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل پر دلالت کرتی ہیں۔

سنت نبوی ﷺ

صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے واقعہ افک کے بارے میں خطبہ دیا اور عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں فرمایا:«من يعذرني من رجل بلغني آذاه في أهلي»

''کون ہے جو مجھے اس آدمی کے بارے میں معذور سمجھے جس نے مجھے میرے اہل میں اذیت دی ہے۔''

قبیلہ اوس کے سردار سیدنا سعد بن معاذؓ بولے: میں آپ کو معذور سمجھتا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر وہ آدمی قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا تو میں خود اس کی گردن اڑاؤں گا اور اگر ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج میں سے ہے تو ہم وہی کریں گے جس کا آپ ہمیں حکم دیں گے۔ [صحيح البخاري:۴۱۴۱،۴۷۵۰،صحيح مسلم:۲۷۷۰]

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قول اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے ہاں گستاخ رسول کی سزا قتل معروف تھی، نیز نبی کریم ﷺ نے ان کے اس قول کو باقی رکھا اور اس پر انکار نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کو منافق ہونے کی وجہ سے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس کو شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے کی وجہ سے قتل کرنا چاہتے تھے، کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کو اذیت دی تھی۔

[السيف المسلول :ص۱۳۴]

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب قریش مکہ کو امان دینے کا اعلان کردیا۔ ان چار مردوں میں سے ابن ابی سرح بھی تھے۔ ابن ابی سرح نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں پناہ لے لی۔ جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے لئے بیعت کا اعلان کیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کو بھی لے آئے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا اور آپ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ابن ابی سرح سے بھی بیعت لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا۔ ہر دفعہ اس سے بیعت لینے سے انکار کردیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد بالآخر

آپ ﷺ نے اس سے بھی بیعت لے لی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی آدمی بھی سمجھدار نہیں ہے کہ وہ بیعت سے میرے رکے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر اس کو قتل کر دیتا؟ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ: ہم آپ کے دل کی بات نہیں جانتے، آپ نے اپنی آنکھ سے ہماری طرف اشارہ کیوں نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: کسی نبی کی شان کے یہ لائق نہیں کہ اس کی آنکھیں خائنہ ہوں۔''

[سنن ابو داود:۴۳۵۹ وصححه الالبانی فی تعلیقه:۲۶۸۳]

صحیحین میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے خود پہن رکھا تھا۔ جب آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک آدمی نے آکر بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو قتل کردو۔ [صحیح البخاري:۳۰۴۴، صحیح مسلم:۱۳۵۷]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن خطل مسلمان تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو صدقہ لینے کے لئے عامل بنا کر بھیجا اور خدمت کے لئے ایک انصاری آدمی کو بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ ایک دن اس خادم نے کھانا تیار نہ کیا تو ابن خطل نے غصہ میں آکر اس خادم کو قتل کر دیا۔ پھر قصاصاً قتل ہوجانے کے ڈر سے مرتد ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کی ہجو میں شعر پڑھنا شروع کر دیئے۔

اگر اس کا قتل قصاصاً ہوتا تو اس کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جاتا، اور اگر اس کا قتل ارتداد کی وجہ سے ہوتا تو پہلے اس سے توبہ کراوئی جاتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو فقط شاتم رسول ہونے کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔

اس کے بعد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے قتل میں سختی کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کو سب و شتم اور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ہجو کرنے کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔ نیز شاتم رسول، مرتد محض سے بڑا مجرم ہے۔ اس کو توبہ کروانے سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے گا اور اس کے قتل کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

ابن خطل کے واقعہ سے فقہاء کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ شاتم رسول خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس کو حد جاری کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا۔ [الصارم المسلول:ص۱۴۱، السیف المسلول:ص۱۴۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی کی لونڈی نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ وہ اسے بار بار منع کرتا، لیکن وہ باز نہ آتی، ایک رات حسب معمول اس نے نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیں تو اس صحابی نے کدال لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا اور اس کو قتل کر دیا۔

آپ ﷺ کو اس قتل کی خبر دی گئی۔ آپ ﷺ نے صبح لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس آدمی نے بھی یہ کام کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ اندھا صحابی کھڑا ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں اس لونڈی کا مالک ہوں۔ یہ بدبخت آپ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتی تھی۔ میں نے کئی بار اس کو منع کیا، لیکن وہ باز نہ آئی۔ میرے اس سے دو پھولوں جیسے بچے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی۔ مگر گذشتہ رات جب اس نے آپ کی شان میں جسارت کی اور آپ ﷺ کو گالیاں دیں تو میری غیرت ایمانی جوش میں آئی اور میں اس گستاخی کو برداشت نہ کرسکا۔ چنانچہ میں نے اس کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ روداد سن کر فرمایا: «ألا اشهدوا إن دمها هدر» ''خبردار گواہ بن جاؤ، اس کا خون رائیگاں ہے۔''

[سنن أبو داود:۴۳۶۱ وصحح إسناده الألبانی فی تعلیقه علی سنن أبی داود]

امام ابوداؤد نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے: «باب الحکم فیمن سب النبی» شاتم رسول کے حکم کا بیان۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس عورت کے مسلمہ یا کافرہ ہونے کا اختلاف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ عورت اس آدمی کی بیوی تھی یا لونڈی تھی۔ دونوں حالتوں میں اگر اس کو قتل کرنا ناجائز تھا تو نبی کریم ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرماتے کہ اس کو قتل کرنا حرام ہے، اور اس کا خون معصوم ہے اور اس معصوم کے قتل کے بدلے میں کفارہ واجب کرتے۔ چنانچہ آپؐ کے اس قول « اشهدوا إن دمها هدر » سے معلوم ہوگیا کہ اس کا خون مباح تھا اور اس کے خون کو مباح کرنے والا جرم شان رسالت میں سب وشتم تھا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس کا جرم سن کر اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ [الصارم المسلول:ص۷۴]

سنن ابوداؤد میں صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے ان کی گستاخی کی اور سختی سے پیش آیا۔ میں نے کہا: یاخلیفۃ رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس گستاخ کی گردن اُڑا دوں؟ راوی فرماتے ہیں۔ اس کلمہ سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا وہ اٹھے اور میرے پاس آ کر کہا: ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: آپ اجازت دیں تو میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم نہیں! محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کی یہ شان نہیں ہے (کہ اس کی گستاخی پر کسی کو قتل کردیا جائے) [رقم الحدیث:۴۳۶۳ وصححه الالبانی]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے شاتم رسول کے قتل پر استدلال کیا ہے۔ جن میں سے امام ابوداؤد، اسماعیل بن اسحاق القاضی، ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابویعلی وغیرہ بھی ہیں، کیونکہ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے اور ان کی گستاخی کررہا ہے تو ان سے اس شخص کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس پر امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کی یہ شان نہیں ہے کہ اس کی گستاخی کرنے والے کو قتل کردیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ ان کی گستاخی کرنے والے کو قتل کردیا جائے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے دو امتیازات کا بیان ہے:

① جس شخص کو قتل کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہو اس حکم کی بجا آوری میں آپ کی اطاعت کی جائے۔

② آپ ﷺ کا یہ حق ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والے کو قتل کردیا جائے اور آپ کا یہ حق آپ کی موت کے بعد بھی باقی ہے بلکہ زیادہ اولیٰ ہے۔

اس حدیث کے عموم سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ شاتم رسول خواہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کردیا جائے گا۔

[الصارم المسلول:ص۱۰۰]

نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ گستاخانِ رسالت کو قتل کردینے کا حکم دیتے بلکہ اس کی ترغیب بھی دیتے تھے باوجودیکہ دیگر کفار کو بلاعذر قتل کرنے سے منع کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل تھا۔

توہین رسالت کے جرم میں نبی کریم ﷺ کے حکم پر قتل کیے جانے والے افراد

☜ **کعب بن اشرف یہودی:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف کو کافی ہو جائے۔ اس بدبخت نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیت دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہؓ نے کہا: میں! یا رسول اللہ ﷺ! چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے چند کلمات کہنے کی اجازت لے لی اور اس کے پاس جا کر صدقہ وغیرہ اور دیگر معاملات پر گفتگو کی۔ بالآخر حیلے سے اس ملعون کو توہین رسالت کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

[صحيح البخاري:۴۰۳۷،صحيح مسلم:۱۸۰۱]

☜ **ابورافع یہودی:** یہ بدبخت بھی نبی کریم ﷺ کے خلاف شعر و شاعری کیا کرتا تھا اور آپ ؐکی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے چند انصاری لوگوں پر مشتمل جماعت تیار کی اور سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنا دیا۔ بالآخر اللہ کے دشمن کا کام تمام ہوا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ [صحيح البخاري:۴۰۳۹]

☜ **ابوجہل:** سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میری دونوں جانب دو چھوٹے بچے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ اے چچا جان! ابوجہل کون ہے؟ میں نے پوچھا: آپ دونوں کو اس سے کیا کام ہے۔ تو بچوں نے کہا: سنا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر ہم نے اس کو دیکھ لیا تو سیدھی تلوار ماریں گے۔ چنانچہ اللہ کے ان ننھے منے شیروں نے اپنا وعدہ وفا کر دیا اور اس گستاخ رسول کو جہنم واصل کر دیا۔

[صحيح البخاري:۳۱۴۱،صحيح مسلم:۱۷۵۲]

شاتم رسول کے قتل پر اجماع

- قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تنقیص کرنے والے اور آپ کی شان میں سب وشتم کرنے والے کو قتل کرنے پر اُمت کا اجماع ہے۔ [السيف المسلول:ص۱۱۹]
- ابوبکر بن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عام اہل علم کا اجماع ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔ امام مالک، لیث، امام احمد، اسحاق اور امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

[الاجماع لابن المنذر:ص۷۶،الصارم المسلول:ص۹،أيضا المسلول:۱۱۹]

- قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ و اصحابہ، امام ثوری، اہل کوفہ اور امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے کہ شاتم رسول کو قتل کر دیا جائے۔ [الشفاء للقاضي عياض:ص۳۹۱،۳۹۲]
- اسحاق بن راھویہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا، اللہ کی نازل کردہ شریعت کو ٹھکرانے والا اور انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو قتل کرنے والا پکا کافر ہے۔ [الصارم المسلول:ص۹، السيف المسلول:ص۱۲۱]
- ابوسلیمان الخطابی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں شاتم رسول کو قتل کرنے کے بارے میں کسی ایک کو بھی نہیں جانتا جس نے قتل کرنے سے اختلاف کیا ہو۔ [معالم السنن للخطابی:۶/۱۹۹]
- محمد بن سحنون القیروانی شیخ المالکیہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اس کیلئے عذاب الٰہی کی وعید ہے اور اُمت کے نزدیک اس کی سزا قتل

ہے۔[السیف المسلول:ص۱۲۰]

- شوافع میں سے ابوبکر الفارسی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے کو قتل کرنے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کو گالیاں دینے کی سزا کوڑے مارنا ہے۔[الصارم المسلول:ص۹]
- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ اجماع عہد صحابہ وتابعین کے اجماع پر محمول ہے۔[الصارم المسلول:ص۹] اس کے بعد انہوں نے اجماع صحابہ سے استدلال کرتے ہوئے شاتم رسول کے خون کو رائیگان قرار دیا ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ شاتم رسول کو قتل کرنا واجب سمجھتے تھے۔[الصارم المسلول:ص۱۲۰]
- جیسا کہ مہاجر بن ابو اُمیہ سے مروی ہے۔ جو یمامہ اور مضافات یمامہ کے گورنر تھے۔ کہ ان کے پاس دو گانے والی عورتوں کو لایا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ ان میں سے ایک نے نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے جب کہ دوسری نے مسلمانوں کی ہجو کی ہے۔ چنانچہ مہاجر بن ابوامیہ گورنر یمامہ نے ان کا ایک ایک ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے کے دو دو دانت نکلوا دیئے۔ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہوں نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا کہ اگر آپ یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو گالیاں دینے کی حد عام حدود کے مشابہ نہیں ہے۔ جس مسلمان آدمی نے بھی اس جرم کا ارتکاب کیا وہ مرتد ہے اور جس ذمی نے اس جرم کا ارتکاب کیا وہ محارب ہے۔[الصارم المسلول:ص۲۰۸]
- مجاہد سے نقل کیا گیا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شاتم رسول شخص کو لایا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ یا انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کر دو۔

[الصارم المسلول:ص۲۰۹]

- مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ یا انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو گالی دی تو گویا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی اور وہ مرتد ہے۔ اس سے توبہ کروائی جائے گی۔ اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر کوئی ذمی اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دیتا ہے تو اس کا ذمہ ٹوٹ گیا اس کو قتل کر دو۔[الصارم المسلول:ص۲۰۹]

اس معنی کے متعدد اقوال وآثار موجود ہیں، لیکن اجماع امت کی موجودگی میں مزید دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔

کیا مسلمان شاتم رسول کی توبہ سے اس کی سزا قتل ساقط ہو جائے گی؟ علماء کرام کے اقوال:

ارتداد کی دو قسمیں ہیں:

① <u>ارتداد مجرد</u>: ایسا ارتداد جس میں مرتد نے ارتداد کے ساتھ مزید جرائم کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ ارتداد کی اس نوع میں مرتد سے توبہ کروانے کی مشروعیت کے بارے میں جمہور علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ توبہ کروانے کے حکم میں اختلاف ہے کہ کیا اس سے توبہ کروانا واجب ہے یا مستحب۔ مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی اگر وہ اس مدت کے دوران توبہ کر لیتا ہے تو اسکی توبہ قبول کر لی جائے گی اور اگر توبہ نہیں کرتا تو اسکو قتل کر دیا جائے گا۔[المغنی:۱۰/۷۶]

عبید بن عمیر اور طاؤس فرماتے ہیں کہ مرتد کو قتل کر دیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی۔ حسن بصری سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مذہب جمہور کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرتد مجرد سے توبہ کروائی جائے گی۔ امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ مرتد مجرد سے توبہ کروائی جائے گی اور اس کو تین دن مہلت دی جائے گی۔ توبہ کروانے کے وجوب یا استحباب کی دو روایتوں میں سے مشہور روایت یہی ہے کہ توبہ کروانا واجب ہے۔[الصارم المسلول]

② **ارتداد مغلظ :** ایسا ارتداد جس میں مرتد نے ارتداد کے ساتھ ساتھ مزید جرائم کا بھی ارتکاب کیا ہو مثلاً کسی مسلمان کو قتل کر کے اس کا مال چھین لیا ہو یا دین میں سب وشتم کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

ایسے مرتد شخص کی توبہ کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مشہور مذہب کے مطابق مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اسلام لانے کے بعد بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہ ہوگی۔

[السیف المسلول:ص۳۸۳]

جبکہ شوافع کے نزدیک اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی خواہ ارتداد مجرد ہو یا ارتداد مغلظ ہو۔[الصارم المسلول:ص۳۸۴] کیونکہ انہوں نے ارتداد کو ایک ہی جرم شمار کیا ہے اور انہوں نے کافر کی توبہ میں وارد نصوص شرعیہ سے استدلال کیا ہے کہ اسلام سابقہ تمام جرائم کو ختم کردیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ﴾

’’اے نبی ﷺ! ان کافروں سے کہو کہ اگر آپ بھی باز آجائیں تو جو کچھ پہلے ہو چلا ہے اس سے درگزر کرلیا جائے گا۔ لیکن اگر یہ اسی پچھلی روش کا اعادہ کریں گے تو گذشتہ قوموں کے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔‘‘

(الأنفال:۳۸)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «الاسلام يهدم ماقبله» [صحیح مسلم:۱۲۱]

’’اسلام گذشتہ تمام گناہوں کو منہدم کردیتا ہے۔‘‘

راجح

راجح مذہب جمہور علماء کا ہے جس کی تائید امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی کی ہے کہ ارتداد مجرد اور ارتداد مغلظ میں تفریق کی جائے۔ توبہ کرنے لینے سے قتل کی سزا کے ساقط ہونے کے تمام دلائل فقط ارتداد مجرد کے بارے میں ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ارتداد کی دو قسمیں ہیں:

① ارتداد مجرد ② ارتداد مغلظ

اور توبہ کر لینے سے قتل کی سزا کا ساقط ہوجانا ارتداد کی دونوں قسموں کے لئے عام نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم ارتداد کی پہلی قسم (ارتداد مجرد) کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔ باقی رہی دوسری قسم (ارتداد مغلظ) تو اس کے قتل کے وجوب پر دلیل قائم ہو چکی ہے اور اس کو ساقط کرنے کے لئے نہ تو کوئی نص موجود ہے اور نہ اجماع امت موجود ہے۔ لہٰذا واضح فرق کی موجودگی میں قیاس کرنا متعذر ہے۔ قرآن وسنت اور اجماع میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے کہ مرتد اگر توبہ کرے تو مطلقاً اس کو قتل کرنے کی سزا ساقط ہوجائے گی بلکہ کتاب وسنت اور اجماع امت نے اِرتداد کی دونوں قسموں کے درمیان فرق کیا ہے۔

کتاب اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ﴾ [آل عمران:۸٦،۹۰]

''کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ان کو ہدایت بخشے جنھوں نے نعمت ایمان پالینے کے بعد کفر کیا حالانکہ وہ خود اس پر گواہی دے چکے ہیں۔ کہ یہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آچکی ہیں۔ اللہ ظالموں کو تو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے۔ وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے نہ ان کی سزا میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی وہ مہلت دیئے جائیں گے۔ البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے جو اس کے بعد توبہ کرکے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا ہے کہ جو شخص کفر مزید کرتا ہے اس کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان آیات کریمہ میں کفر مجرد اور کفر مغلظ کی تفریق بھی کردی ہے اور ان دونوں کے حکم میں فرق ہے۔ کفر مجرد کے مرتکب کی توبہ قبول ہوگی جبکہ کفر مغلظ کے مرتکب کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص دونوں قسم کے کفر میں مطلقاً توبہ کی قبولیت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ نص قرآنی کی مخالفت کرتا ہے۔

سنت نبوی ﷺ

سنت نبوی ﷺ کا عمیق مطالعہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ کفر کی مذکورہ دو قسموں میں تفریق کی گئی ہے، کیونکہ متعدد اَحادیث سے ثابت ہے کہ مرتدین کی ایک جماعت کی توبہ قبول کرلی گئی جبکہ ارتداد مغلظ کے مرتکب افراد کی توبہ قبول نہیں کی گئی اور ان کو قتل کردیا گیا۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان ہونے کے باوجود مقیس بن صبابہ کو قتل کردیا گیا، کیونکہ اس نے ارتداد کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کو قتل کرکے اس کا مال چھین لیا تھا اس طرح ابن خطل کو توہین رسالت کے جرم میں معافی کی مہلت دیئے بغیر قتل کردیا گیا۔ عرنیین کو قتل کردیا گیا۔ اسی طرح آپ نے ابن ابی السرح کو قتل کرنے کا حکم دیا، کیونکہ ان افراد نے ارتداد کے ساتھ ساتھ مزید جرائم کا بھی ارتکاب کیا تھا۔

اِجماعِ اُمت

اُمت کا اس امر پر اجماع ہے کہ شاتم رسول اور ارتداد مغلظ کے مرتکب کو قتل کردیا جائے گا جیسا کہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ [الصارم المسلول: ص۳۷۳]

شانِ رسالت ﷺ میں ناپاک جسارت کرنے والوں کا عبرتناک انجام

⊙ صحیح بخاری میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نصرانی شخص مسلمان ہوگیا اس نے سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران پڑھ لی وہ نبی کریم ﷺ کے لئے کتابت بھی کیا کرتا تھا۔ پس وہ مرتد ہوکر دوبارہ نصرانیت کی

طرف چلا گیا۔ وہ لوگوں میں مشہور کرتا رہتا تھا کہ :"لايدرى محمد الا ما كتب له" محمد ﷺ کچھ نہیں جانتا مگر جو میں نے اس کے لئے لکھا تھا۔ چنانچہ اس کو موت نے آن لیا۔لوگوں نے اس کو دفن کردیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے باہر پڑی ہوئی ہے اور زمین نے اس کی لاش کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔نصرانیوں نے کہا: یہ محمد ﷺ کے ساتھیوں کا کام ہے کہ ہمارے بھائی کی قبر کھود کر لاش کو باہر پھینک دیا ہے۔انہوں نے انتہائی گہری قبر کھود کر اس کو دوبارہ دفن کیا لیکن زمین نے پھر اسکو باہر نکال پھینکا۔آخر کار انہوں نے محسوس کرلیا کہ یہ کام کسی آدمی کا نہیں ہے۔لہٰذا اس کی لاش کو بلا دفن کئے ویسے ہی پھینک دیا گیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس ملعون نے نبی کریم ﷺ پر جو بہتان لگایا تھا کہ محمد ﷺ کچھ نہیں جانتا مگر جو میں نے اس کے لئے لکھا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کو ذلیل و رسوا کردیا اور کئی دفعہ دفن کئے جانے کے باوجود زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا۔ یہ ایک خرق عادت معاملہ ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ توہین رسالت کا جرم ارتداد مجرد سے بھی بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تکلیف دینے والوں سے انتقام لینے والا ہے۔اگر لوگ اس پر حد جاری کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

◉ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی کتاب الدرر الكامنة فى اعيان المائة الثامنة میں زین الدین الربعی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ جمال الدین ابراہیم بن محمد الطیبی نے زین الدین الربعی کو بتایا کہ مغلیہ خاندان کا ایک گورنر نصرانی ہوگیا۔ چنانچہ اس کے پاس ممتاز عیسائی پادری اور مغلیہ خاندان کے کچھ افراد حاضر ہوئے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک بدبخت نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے لگا۔ وہاں شکاری کتا بندھا ہوا تھا۔ جب وہ انتہائی خباثت پر اتر آیا اور شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے لگا تو کتے نے اس ملعون پر حملہ کردیا اور اس کو بری طرح سے زخمی کردیا۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے توجہ دلاتے ہوئے کہا: کہ اس کتے نے شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے کی وجہ سے تیرے اوپر حملہ کیا ہے۔

اس ملعون نے کہا: ہرگز نہیں! بلکہ یہ انتہائی خوددار کتا ہے۔اس نے مجھے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس نے سمجھا کہ شاید میں اس کو مارنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص مجلس میں دوبارہ بکواسات کرنے لگا اور شان رسالت ﷺ میں ناپاک جسارت کرنے لگا۔ چنانچہ کتے نے دوبارہ اس ملعون پر وحشت ناک حملہ کیا اور اس کی ہنسلی پر دانت گاڑ دیئے اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا وہ بدبخت وہیں ڈھیر ہوگیا اور جہنم واصل ہوگیا۔اس واقعہ سے سبق لیتے ہوئے مغلیہ خاندان کے تقریباً ۴۰ ہزار افراد نے اسلام قبول کیا۔ [۳۸۶/۱]

◉ امام ابن کثیر رحمہ اللہ البداية والنهاية میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی مرض کے تذکرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب سلطان شدید بیمار ہوگئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی تو وہ اپنی ہمت و طاقت کو کفار کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کریں گے اور گستاخ رسول البرنس ارناط کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے، کیونکہ اس ظالم نے سلطان کے ساتھ کئے گئے معاہدہ امن کو توڑ دیا تھا اور مصری کے ایک قافلے پر حملہ کرکے اس کو لوٹ لیا اور تمام اہل قافلہ کو قتل کردیا اور بکواس کی کہ "أين محمد كم ينصركم؟" کہاں ہے تمہارا محمد ﷺ جو تمہاری مدد کو آئے؟

یہاں تک کہ ۵۸۳ھ کا سال نمودار ہوا جس میں مشہور ومعروف جنگ حطین واقع ہوئی جو فتح بیت المقدس کی بشارت تھی۔ بالآخر گستاخ رسول البرنس ارناط گرفتار ہوگیا۔ جب اس کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے کھڑا کیا گیا تو سلطان تلوار سونت کر اس کی طرف آگے بڑھے اور کہا: "نعم أنا أنوب عن رسول اللهﷺ فى الانتصار لأمته" ''ہاں! اُمت محمدیہ کی مدد کے لئے میں محمد رسول اللہﷺ کی نیابت کرتا ہوں۔'' پھر اس کو اسلام کی دعوت دی جو اس نے مسترد کر دی۔ چنانچہ سلطان نے اس ملعون کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور اس کا سر بادشاہوں کو روانہ کر دیا اور کہا: اس ملعون نے شانِ رسالت میں ناپاک جسارت کی تھی لہٰذا میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ [۳۹۳،۳۸۷/۱۲]

…………*

انبیاء کی توہین کرنا شیطان کا کام ہے، کیونکہ شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی تھی۔ توہین رسالت والا شیطانی کام تاریخ انسانی میں پہلے بھی وقوع پذیر ہوتا رہا ہے۔ قرآن مجید میں رسولوں کی توہین اور ان کے ساتھ مذاق کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ [الرعد:۳۲]

''رسولوں کا اس سے پہلے بھی مذاق اڑایا جاتا رہا۔ تو میں کافروں کو ڈھیل دیتا رہا پھر میری پکڑ نے ان کو آلیا، پھر کیسا رہا میرا عذاب!۔''

آج مغربی ممالک نے توہین آمیز خاکے شائع کر کے انتہائی مذموم کام کیا ہے۔ ایک خاکہ جس میں نبی کریمﷺ کے چہرہ مبارک کو (نعوذ باللہ) کراہت آمیز مشابہت دے کر آپ کی پگڑی مبارک میں ایک بم چھپایا ہوا دکھایا گیا ہے۔ یہ سراسر اللہ، اس کے رسول اور اسلام کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان ممالک کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں اور اپنی حکومت کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ان ممالک سے سفارتی تعلقات فوری ختم کرے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عمل و کردار اور قلم وقرطاس کے ذریعے سرورِ کونین کی سیرت اور اپنے احتجاج کو دور دور تک پہنچائیں۔ بینروں، سٹیکروں، مضامین، ای میل اور میڈیا کے ذریعے نبی کریمﷺ کی سیرت کو عام کیا جائے اور توہین آمیز خاکوں کی مذمت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ (آمین ثم آمین)

محمد رفیق زاہد

دار الحديث الجامعة الكمالية

راجووال، اوکاڑہ